موٹے قطروں والے بارش کو"وَابِلٌ" کہا جاتا ہے۔[سبل السلام ۱/۱۰۸، المعجم الوسیط ۵۵۷]

(۱۲) "اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَمْ یَنْزِلْ بَلَآءٌ اِلَّابِذَنْبٍ، وَّلَمْ یُکْشَفْ اِلَّا بِتَوْبَۃٍ ... وَھٰذِہٖ اَیْدِیْنَا اِلَیْکَ بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِیْنَآ اِلَیْکَ بِالتَّوْبَۃِ، فَاسْقِنَا الْغَیْثَ" [فتح الباری ۲/۵۷۷]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعائے استسقاء میں کہا"اے اللہ! یقیناً لوگوں پر ہر بلا کسی گناہ کی پاداش میں نازل ہوتی ہے، اور توبہ کے بغیر کوئی بلا ٹلتی نہیں۔ یہ ہمارے ہاتھ گناہوں سے لبریز ہوکر تیرے دربار میں پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری جبینِ نیاز توبہ کرتی ہوئی تیرے ہی در پر جھکتی ہیں۔ پس تو ہمیں بارش نصیب فرما۔"

(۱۳)"اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثاً مُغِیْثاً ' ھَنِیْئاً مَّرِیْئاً ' غَدَقاً مُجَلِّلاً' سَحًّا عَامًّا ' طَبَقاً دَائِماً" "اے اللہ! ہمیں ایسی بارش پلا دیجئے جو فریادرس ہو' خوشگوار وخوش انجام ہو' خوب موٹے قطروں والی ہو' چھا جانے والی' زوردار اور عام ہو' پھیلی ہوئی ہو' دائمی ہو"۔

(۱٤) "اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُکَ اِنَّکَ کُنْتَ غَفَّاراً ' فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَیْنَا مِدْرَاراً" "اے اللہ! بیشک ہم تجھ سے مغفرت مانگتے ہیں' یقیناً تو خوب بخشنے والا ہے۔ پس آسمان سے ہم پر موسلا دھار بارش برسا"۔

(۱۵) "اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا الْغَیْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِیْنَ"

"اے اللہ ہمیں بارش پلا دیجیے اور ہمیں ناامید نہ ہونے دیجیے۔"

(۱٦) "اَللّٰھُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ' وَاَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ' وَاسْقِنَا مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَاءِ' وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ۔"

اے اللہ ہمارے لئے فصل اُگا یئے' اور ہمیں دودھ کی فراوانی عطا کیجیے' اور ہمیں آسمان کی برکتیں پلا دیجیے اور ہمارے لئے زمین کی برکتیں پیدا کر دیجیے"۔

(جاری ہے)

❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋

قسط ۳:

داڑھی شریعت وفطرت کے تناظر میں

تحریر : ابوجمیل عبدالرحمن
توضیح وتعلیق: ابوعبداللہ عبدالرحیم روزی

فقہائے کرام کا موقف:

[۵] محمد بن حزم الظاہری : ''مونچھوں کے تراشنے اور داڑھی کے بڑھانے کی فرضیت پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔''

[بحوالہ:مجموع فتاویٰ اللجنة العلمية والإفتاء ۳۶۲/۳]

[٦]علامہ مرغینانی فرماتے ہیں: '' حلق الشعر فی حقها مثلة كحلق اللحية فی حق الرجال'' یعنی خواتین کے بالوں کا مونڈھنا ایسا ہی مُثلہ (اعضاء کاٹ کر شکل بگاڑنے کا جرم) ہے، جیسے مردوں کی داڑھی کا منڈانا''۔

[هدایه اولین ، كتاب الحج ۱۵۲/۱ ۔المبسوط للسرخسی ۳۳/٤]

[۷]امام غزالی: '' وهو من تمام الخلق وبها يتميز الرجال عن النساء''

[احیاء علوم الدین ،أسرار الطهارة۔ فصل فی اللحية ۱۰٤/۱]

[۸] مولانا عبدالسلام بستوی: ''داڑھی کی طرف ذلت وحقارت سے دیکھنا تمسخر واستہزاء ہے۔ اگر یہ اس حیثیت سے ہے کہ وہ ایک سنت نبوی پر عمل پیرا ہے، تو اس صورت میں اس کے ایمان کا باقی رہنا مشکل ہے۔ کیونکہ اہل سنت کے نزدیک شریعت کی باتوں پر استہزاء کرنا کفر ہے۔[اسلامی خطبات ۲۶۱/۲]

[۹]علامہ دسوقیؒ :''يحرم على الرجال حلق اللحية و يؤدب فاعله ''مرد پر داڑھی مونڈنا حرام ہے اور ایسا کرنے والا تادیبی کارروائی کا سزاوار ہے۔(حاشية الدسوقی۔ موسوعة فقهية ۳۵/ ۲۲٦۔ حرف اللام مادة "لحية")

[۱۰]امام ابوشامۃ:''قد حدث قوم يحلقون لحاهم وهو أشد ممانقل عن المجوس أنهم كانوا يقصونها'' ۔ایسی قوم معرض وجود میں آئی ہے، جو اپنی داڑھیاں مونڈتی ہے۔ یہ عمل، مجوسیوں کے تراشنے سے زیادہ سنگین ہے''۔(الموسوعة الفقهية)

شبہات کا ازالہ :

لمبی داڑھی کے طول وعرض سے پراگندہ بالوں کے کاٹنے سے متعلق بعض صحابہؓ کا عمل اور ایک باطل روایت وارد ہوئی ہے، جو اس سند سے جامع ترمذی میں ہے :

حدثنا عمر بن هارون عن أسامة بن زيد عن عمروبن شعيب عن أبيه عن جده " أن النبي ﷺ كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها " [ابواب الاستيذان ۔ باب ماجاء فی الأخذ من اللحية]

حدیث ھذا کے متعلق ائمہ حدیث کے اقوال ملاحظہ فرمائیں! ☆

۱۔امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ...... عمربن هارون مقارب الحديث ،لا أعرف له حديثا ليس له أصل ۔

☆ بعض لوگوں کو امام بخاریؒ سے منقول بعض الفاظ کی نرمی اس راوی سے متعلق وہم میں مبتلا کر سکتی ہے۔لہٰذا خود امام بخاریؒ سمیت علمائے حدیث کے اقوال کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :

توثیق :احمد بن سیارؒ اور ابورجاءؒ نے عقیدے کی پختگی اور مرجئہ کے خلاف اسکے سخت موقف کی تعریف کی ہے۔امام بخاریؒ اور امام حاکمؒ سے بھی اسی طرح کا ایک قول مروی ہے۔خلیلیؒ نے کہا کہ جلیل القدر راویوں نے اس سے روایت کی ہے۔یہ اس کی عدالت کی تصدیق شمار ہوتی ہے۔

امام بخاریؒ نے ایک روایت میں مقارب الحدیث کہا ہے۔یہ توثیق کی طرف ادنیٰ اشارہ ہے۔زیر بحث حدیث میں تو اس کے لیے متابعت نہ ہونے کی صراحت کر کے ضعف کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔نیز عبدالرحمٰن بن مہدیؒ اور ابوعاصمؒ نے اس کو قابل قبول قرار دیا ہے۔

جرح :امام ابن سعدؒ،عبدالرحمٰن بن مہدیؒ،یحییٰ بن معینؒ،ابوداؤدؒ،علی ابن المدینیؒ،ابراہیم بن موسیٰؒ،الجوزجانیؒ،نسائیؒ،ابوزکریاؒ،صالح بن احمدؒ،ابوعلی الحافظؒ اور ابونعیمؒ نے اس پر منکر روایات بیان کرنے کا جرح کیا ہے۔العجلیؒ،الساجیؒ اور دارقطنیؒ نے اسے"ضعیف" کہا ہے۔

جب کسی راوی پر توثیق اور جرح دونوں وارد ہوں، تو قاعدہ یہ ہے کہ جرح کو پرکھا جائے گا۔اگر جرح کا سبب واضح کیا گیا ہو،تو جرح مقدم ہوگی ورنہ تعدیل۔یہاں جرح بالکل مفسر ہے،دیکھیے:

یحییٰ بن معینؒ،امام بخاریؒ،عبداللہ بن المبارکؒ،ابن ابی حاتمؒ،ابن الجنید الرازیؒ،جریرؒ،ابوزکریاؒ،ابن حبانؒ سب نے اس بات کی وضاحت یا تصدیق کی ہے کہ جعفر بن محمدؒ سے ملے بغیر ان کی وفات کے بعد عمر بن ہارون نے جعفرؒ سے حدیث سننے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔پس اس پر روایت حدیث میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنے کا الزام ثابت ہوگیا۔ اسی لیے امام ابن حجرؒ نے اقوال علماء کا جائزہ لینے کے بعد کہا:"متروك و كان حافظاً"[تقریب التهذیب]یعنی اس کی روایت متروک ہے،لیکن اس کا سبب حافظے کی کمزوری نہیں، بلکہ عدالت میں جرح ہے۔

(ابومحمد عبدالوهاب خان)

أوقال ۔ یتفرد به الاهذا الحديث ،،(جامع الترمذی،ابواب الاستئذان)

۲۔ امام ترمذی: ,,هذا حديث غريب ،، اگر چہ کسی راوی کا کسی حدیث میں منفرد ہونا ضعف کی علامت نہیں ،لیکن اس وقت ضعیف ہوگی جب وہ منفرد راوی غیر معتمد قسم کا ہو، یہاں یہی معاملہ ہے۔

۳۔ یحییٰ: ,, كذاب ،خبيث ،،یہ راوی بڑا جھوٹا اور برا شخص ہے۔(میزان الاعتدال ۲/۲۲۸۔رقم الراوی ۲۲۳۰)

۴۔ محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری: ,,متروك ،ضعيف جدا ،،(تحفة الأحوذی)

۵۔ البانیؒ:...... ,, موضوع،،یہ حدیث من گھڑت ہے۔،،(سلسلة الاحاديث الضعيفة رقم :۲۸۸)

۶۔ علامہ ابن بازؒ:,,هذاحديث باطل عند أهل العلم ......(مجلة البحوث الاسلامية العدد۲۶ /۱۰۲)۔

اس بارے میں فقہائے کرام کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر داڑھی کی لمبائی مٹھی بھریا اس سے کم ہوتو علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں ''لــم يبـحــه احـد'' یعنی کسی بھی عالم دین نے اسے کترانے کی اجازت نہیں دی۔ (حاشیہ ابن عابدین ۲/۱۱۳)

اور انسائیکلوپیڈیا آف فقہ میں فقہاء کا موقف بیان کیا گیا ہے کہ ''والحلق أشد منه'' کہ مونڈنا ،کترانے سے بڑھکر سنگین گناہ ہے۔(حرف لام مادة لحية ۳۵/۲۲۵)لہذا ایسی داڑھی سے ہرگز کسی قسم کی تراش خراش کی اجازت شریعت اسلامیہ میں نہیں ہے۔

دوسری صورت میں بھی علماء وفقہاء کا اقرب الی الحق نظریہ یہی ہے کہ اس سے بالکل تعرض نہ کی جائے علماء معاصرین میں سے علامہ ابن باز اور الشیخ صالح العثیمین رحمة الله علیهما جیسے جلیل القدر فقہاء کا فتوی بھی یہی ہے۔

اور اصول فقہ کے قواعد کی رو سے بھی یہی نظریہ راجح ہے۔کیونکہ:

(۱) اس باب میں جو روایت مرفوعاً وارد ہوئی ہے، وہ سند کے لحاظ سے انتہائی شدید قسم کی ضعیف ہے۔ایسی کمزور روایت تو فضائل اعمال میں بھی بیان نہیں کی جاسکتی۔اس سے فقہی مسئلے کا استدلال تو دور کی بات ہے۔

(۲) اتنے شدید ضعف کے ساتھ ساتھ وہ دیگر متعدد صحیح بلکہ متفق علیہ روایات سے صریحاً متصادم ہے، جن میں رسول اکرم ﷺ نے واضح الفاظ میں داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور خود بھی اس کا عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔(کما سبق)

(۳) اقوال وافعال صحابہ ؓ کے حجت ہونے کے لئے علماء نے شروط بیان کئے ہیں:

(۱) کسی مرفوع ثابت حدیث کے خلاف نہ ہو۔

(۲) عمومی شرعی دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہو۔

(۳) وہ مسئلہ قیاس واستدلال کا متحمل نہ ہو۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے عمل سے متعلق واردشدہ روایات مذکورہ تمام شرائط تو درکنار، ان میں سے کوئی ایک شرط بھی واضح طور پر پورا نہیں کرتیں۔ لہٰذا صریح وصحیح مرفوع احادیث نبویہ کے مقابلے میں ایسی موقوف روایات سے استدلال کی کوئی گنجائش نہیں۔

☆ بعض علماء کرام ان صحابہؓ کے عمل کو اس اصول کے ذریعے مسترد کرتے ہیں کہ جب راوی کا عمل اپنی روایت سے متصادم ہو تو روایت مقدم ہوگی۔ خصوصاً جب رسول اللہ ﷺ سے مٹھی بھر سے زائد کا کترانا ثابت نہیں، تو بعض صحابہؓ کے عمل سے داڑھی بڑھانے کے متعلق عمومی احادیث میں تخصیص پیدا نہیں کیا جاسکتا۔

☆ لہٰذا خلاصہ کلام یہی ہوا کہ داڑھی اگر ایک مٹھی سے کم ہو تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کسی قسم کا بھی تعرض نہ کیا جائے، اگر زائد ہو تو بڑھانے سے متعلق احادیث کے عموم اور جمہور سلف کے عملی نمونہ کے مطابق داڑھی سے کچھ بھی تعرض نہ کرنا چاہیے۔ داڑھی کے طول وعرض سے لینے کے متعلق ایک حدیث وارد ہے، جس سے داڑھی سے تعرض کرنے والے استدلال لیتے ہیں، حالانکہ یہی لوگ اس سے کہیں زیادہ صحیح اور بے غبار احادیث سے آنکھ بند کر لیتے ہیں جو داڑھی بڑھانے پر قطعی حکم ہیں۔

داڑھی نہ ہونے پر بعض اسلافؒ کا افسوس کرنا

۱۔ احنف بن قیسؒ حلم وبردباری میں ضرب المثل تھے۔ آپؒ کی داڑھی فطرتی طور پر نہیں تھی۔ آپ کے شاگرد اس پر حسرت کرتے اور کہتے تھے کہ: کاش داڑھی اگر بیس ہزار درہم کی بھی ملتی، تو ہم اپنے استاد احنفؒ کے لیے خرید لاتے۔ یہی حال قاضی شریح رحمة الله عليه کا بھی تھا۔ [اسلامی خطبات ۲/۲۶۴، احياء العلوم ۱/۱۰۴ كتاب اسرار الطهارة، فصل: وفي اللحية عشر خصال مكروهة]

عجیب وغریب واقعات

مولانا عبدالسلام بستوی لکھتے ہیں :

۱...... کسی ہسپتال میں ایک لاوارث مسلمان کا انتقال ہوا۔ چونکہ اس کی داڑھی اور مونچھیں منڈی ہوئی تھیں، ہندوؤں نے کہا

یہ ہندو ہے، ہم اس کو لے جاکر مرگھٹ میں جلائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا: اس کے سر پر چوٹی نہیں ہے، اس لئے یہ مسلمان ہے، ہم اس کو قبرستان لے جاکر دفن کریں گے۔ اس پر ہندوؤں نے کہا: ہمارے ہاں سر پر چوٹی رکھنا ضروری نہیں، دیکھو ہمارے سر پر بھی چوٹی نہیں ہے۔ ہاں داڑھی منڈوانی ضروری ہے' اس لئے ہم پادری داڑھیاں منڈائے ہوئے ہیں۔ آخر ایک عقلمند مسلمان نے کہا: اس کی "مسلمانی" یعنی ختنہ کی جگہ دیکھی جائے۔ چنانچہ وہ ختنہ شدہ نکلا۔ تب مسلمانوں نے ہی اسے جنازہ پڑھ کر قبرستان میں دفنایا۔

۲...... ہندوؤں نے ایک مسلمان کو قتل کردیا۔ مسلمانوں نے مقدمہ دائر کردیا اور اس میں ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ بہت دنوں بعد فاضل جج نے فیصلہ کیا کہ مقتول مسلمان ہی ہے، جیسا کہ ختنہ سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اس کی شکل ہندوانہ تھی اسلئے مسلمانوں نے ہندو سمجھ کر اسے قتل کیا ہے۔ لہذا مسلمانوں کو اتنے دنوں کی سزا دی جاتی ہے۔

پھر بستوی صاحب فرماتے ہیں: دیکھا آپ نے سنت کیا مرتبہ رکھتا ہے! کہ اسی سنت کی وجہ سے مسلمان ہونا پہچانا گیا (اسلامی خطبات ۲/ ۲۶۷).

داڑھی کے اتلاف پر دیت:

فقہائے اسلام نے اس حوالے سے بھی اپنے فقہی خیالات کا اظہار کیا ہے، کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی داڑھی عمداً کاٹ ڈالے' تو اس پر دیت واجب الادا ہوگی یا نہیں؟ اس بابت وہ کہتے ہیں کہ اگر بال دوبارہ اگ آئیں' تو اسے بطور تأدیب وتعزیر مناسب سزا دی جائے (مذاہب اربعہ) اگر بال نہ اگیں تو درج ذیل نقطہ ہائے نظر ہیں:

قول اُول: پوری دیت (100 اونٹ) لازم ہوگی۔ اسکے قائل فقہائے احناف اور حنابلہ ہیں۔

(الفتاوی الهندية. المغنی ۸/ ۱۰)

قول ثانی: اس میں مکمل غلام کا "حکومة" ہے۔ اسکے قائل فقہائے مالکیہ وشافعیہ ہیں۔

(حاشية القليوبی ۴/ ۲۰۵. شرح منتهى الإرادات ۳/ ۳۲۱)

"حکومة" کی مختصر تعریف یہ ہے "ما نقص من قيمة الرجل أن لو كان عبداً" آدمی اگر غلام ہوتا، تو اس عیب سے قیمت میں کس قدر کمی ہوتی، اتنی مالیت بطورِ دیت اسے ادا کیا جائے"۔ (بداية المجتهد كتاب القصاص)

عذر گناہ بدتر از گناہ :

داڑھی کاٹنے یا مونڈنے والے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی انسان کی اصل فطرت میں سے نہیں ہے، کیونکہ

پیدائش کے وقت انسان کی داڑھی نہیں ہوتی۔اور یہ ایک زائد چیز ہے۔ہم اسے ختم کریں تو اس میں کیا قباحت ہے؟!
ہم کہتے ہیں کہ یہ تو انسانی فطرت ہی میں سے ہے۔تبھی تو اس پر بال اگ رہے ہیں،وگرنہ نہ اگتے۔چلو تھوڑی دیر کیلئے ہم نے مان لیا کہ اس تخلیق کے مطابق چلنا چاہیئے،جس پر ولادت ہوئی ہے،پھر تو یہ بعد میں نکلنے والے دانت بھی تڑوالو' کیونکہ اصل تخلیق کے وقت یہ نہیں تھے۔تاکہ عین فطرت کے مطابق ہو جائے۔اسے خواہ مخواہ منہ میں کیوں رکھتے ہو۔اسی طرح لباس بھی پیدائش کے مطابق کرنے کیلئے اتارنا پڑے گا،اسی جگہ پیشاب وغیرہ کرنا ہوگا' جہاں یہ چیزیں تقاضا کرتی ہیں۔

بعض جہلاء کہتے ہیں:''دل صاف منہ صاف''

اس طرح کے نازیبا کلمات سے یہ لوگ نہ صاف اپنے گھناؤنے حرکات پر اڑے ہوئے ہیں' بلکہ باریش لوگوں پر مشکوک اور غیر صاف ہونے کا طنز بھی کرتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ایسی نامعقول باتیں کہنے والوں کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے۔اگر انصاف کی تھوڑی سی کرن بھی ان کے دلوں میں ہوتی اور فسق وفجور کے میل کچیل سے دل واقعی صاف ہوتا' تو کافروں کی سی شکل وصورت ہرگز اختیار نہ کرتے اور سنت رسول ﷺ سے چہرے مزین کرتے۔کیونکہ داڑھی مونڈ نا فرمان نبوی کے مصداق مشرکین اور مجوس کی علامت ہے۔

بعض کہتے ہیں: کیا سارا اِسلام ان چند بالوں میں ہے ؟

بیشک سارا اسلام ان چند بالوں میں نہیں ہے۔لیکن اسلام میں یہ بال ضرور شامل ہیں،اور انہیں بڑی قدر ومنزلت حاصل ہے۔مسلمان کی شرعی علامات میں یہ ضرور شامل ہیں۔ اگر اسلام کے احکام یوں ہی ایک ایک کر کے نظر انداز کرتے چلے جائیں' تو عین ممکن ہے کہ اسلام ہی سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

احکام نبوی کی مخالفت کا انجام

ہم سب مسلمان اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے درخشاں احکام کے پابند ہیں۔اسی پابندی میں ہمارے دین ودنیا دونوں کی فلاح مضمر ہے۔داڑھی رکھنا اور مونچھ صاف کرنا بھی اسی زمرے میں شامل ہے۔آیئے ہم اپنے دستور حیات قرآن مجید کے چند اقتباسات کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس کے عکس میں دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے کامل ومکمل نقش پا سے انحراف کرنے والا کیا پاتا ہے' اور کیا کھوتا ہے۔

[ا]۔اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کفر ہے۔ارشاد الہی ہے:﴿قل أطيعوا الله و الرسول